صدر اسلام میں فتوے کی حیثیت

رعایت مصالح شرعیہ

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

جزیرہ قبرص کو فرنگیوں کی اصطلاح میں سائپرس کہتے ہیں، یونان کے دیوتاؤں اور دیویوں کو یہ جزیرہ بہت محبوب تھا، جن کے حسن و عشق کی بہتیری کہانیاں اب تک زبان زد ہیں۔ بتوں کی شان خدائی یہاں ہر رنگ میں خود نمائی کر رہی تھی۔ رومی اگرچہ نصرانی ہو گئے تھے مگر بت پرستی کی صرف شکل بدل گئی تھی ہجرت نبوی کے ستائیسویں سال تک یہی بت فرمانروا تھے۔ اٹھائیسویں سال خدا کی خدائی نے بتوں سے بادشاہی چھینی

فتح قبرص سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کفر و شرک سے اس زمین کو پاک کر کے اللہ کی سلطنت بلند آوازہ فرمائی۔

سردیوں کا زور ٹوٹنا تھا کہ فرزندان توحید کے دل گرما گئے، زمانہ کے سرد و گرم نے جن کو پختہ کار بنا رکھا تھا وہی اس مہم میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابی پیش پیش تھے، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی کہ صحابیہ تھیں اس غزوہ میں ساتھ تھیں اور یہیں شہید ہوئیں تیسری صدی ہجری کے بعد تک "مزار نیک زن" کے نام سے ان کا مشہد معروف تھا۔

آزادی برقرار خدا کا لشکر شیطان کی جمعیت پر غالب آیا، بت پرستوں کو خدا پرستوں کے سامنے جھکنا پڑا، صلح کی درخواست کی جس کی شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ اہل قبرص سات ہزار دو سو سالانہ جزیہ دیا کریں گے۔

۲۔ اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کو مدد نہ دیں گے۔

(۳) اسلام اپنے غزوات میں ان سے مدد نہ لے گا۔

(۴) آزادی یہاں تک محفوظ ہوگی کہ نصرانی سلطنت سے بھی ان کے تعلقات قائم رہیں گے

عہد شکنی | ہنوز اس معاہدہ کی سرسبزی کو چار پانچ بہاریں دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھیں کہ اہل قبرس نے اسلام کے خلاف نصرانیت کو مدد دی اور ان کے جنگی جہازوں کے ساتھ نصرانیوں نے دیار اسلام پر لشکرکشی کی۔

مکرر فتح | اب کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو استیصال کفر کا پورا سامان کرنا تھا ۳۳ھ میں ایک بحری مہم مرتب ہوئی، جہازرانی اور دریانوردی کے سامان خوگر نہ تھے، لیکن اس غزوہ میں پانسو جنگی جہازوں کا ایک ہولناک بیڑہ تیار ہوگیا جس نے تیر اور تلوار کی زبان سے قبرس کو خدا کا پیغام سنایا، اہل قبرس ماننے والے تو نہ تھے مگر آسمان کی بات زمین کو ماننی ہی پڑتی ہے، سرزمین قبرس کو بری طرح شکست کھانی پڑی، پورا جزیرہ زیر شمشیر آگیا بعلبک کے بارہ ہزار مسلمان وہاں منتقل کردیے گئے کہ ہر جگہ مسجدیں بنائیں اور علانیہ اللہ کی عبادت کریں۔

آزادی باقی رکھی | جزیرہ کو بزور شمشیر فتح بھی کرلیا، اسلام کا پورا تسلط بھی ہوگیا۔ بایں ہمہ ملکی آزادی برقرار رکھی، جو معاہدہ پہلے ہوا تھا وہی اب بھی قائم رہا۔

شرک کا سلوک توحید کے ساتھ | قبرس میں مسلمانوں نے اپنا ایک شہر آباد کرلیا تھا، یزید کی حکومت ہوئی تو اہل قبرس نے اپنی عاجزانہ فرمانبرداری کا ایسا کچھ یقین دلایا کہ اظہار وفاداری کی اس رشوت سے شاد ہو کے اس نے تمام مسلمانوں کو واپس کرلیا، میدان کا خالی ہونا تھا کہ پورا جزیرہ اسلام اور ایمان سے خالی ہوگیا، مسجدیں ڈھادی گئیں، شہر مسمار ہوگیا اور توحید کا شعار تک باقی نہ رہا۔ مگر مسلمانوں نے صرف اس لیے یہ سب کچھ گوارا کیا کہ اہل جزیرہ ہمارے ذمی ہیں۔ جزیہ دیتے ہیں۔ ہم ان کی آزادی میں خلل انداز کیوں ہوں؟

اضافۂ مالیہ | امن عام نے قبرس کی مالی حالت کو نہایت ترقی دی اور آبادی بھی بڑھ گئی، عبد الملک بن مروان نے اپنے عہد میں ایک ہزار کا اضافہ کر دیا، یعنی جزیہ کی مقدار جو پہلے سات ہزار دینار سالانہ تھی، اب آٹھ ہزار ہو گئی، عمرؓ بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو اس اضافہ کو منسوخ کر دیا، مگر ان کے بعد ہشام بن عبد الملک نے پھر بحال کر دیا، بنی امیہ کی سلطنت جب دولت عباسی سے تبدیل ہوئی تو دوسرے عباسی حکمران (ابو جعفر منصور) کے دربار میں یہ معاملہ پیش ہوا جنہوں نے اضافہ کو قطعاً مسترد کر دیا، اس موقع پر جو الفاظ استعمال ہوئے وہ یہ تھے :۔

"ہماری شان یہی ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور بار بار کی خود سری و لشکر کشی کے مقابلہ میں تحمل سے پیش آئیں۔"

ہمیشہ سازش کی اور ہمیشہ معافی ملی | مسلمانوں کو تو یہ فکر تھی کہ اسلامی سلطنت کا طرز عمل اسلام کے شایان شان رہنا چاہیے، مگر اہل قبرس کی فرصت طلب سرشت کہیں ہنگامہ گستری سے باز آنے والی تھی، باطل کو ایک ذرا موقع ملا کہ حق کے خلاف بغاوت شروع کر دی، ولید بن عبد الملک نے ان سازشوں سے تنگ آکر سازش گروں کو اصبح فتنہ کے پوپھٹتے ہی شام کو جلائے وطن کر دیا، لیکن مسلمانوں کی عام رائے اس کی آئینی مخالف ہوئی کہ یزید بن عبد الملک نے ان لوگوں کو پھر ان کے وطن واپس کر دیا موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں ہارون علیہ السلام جب خلیفہ ہوئے تو بنی اسرائیل کو فتنۂ سامری کا موقع ملا تھا، موسیٰ ہادی کی خلافت جب ہارون رشید کو ملی تو قبرس نے اسی قدیم تاریخ کا اعادہ کرنا چاہا، بغداد میں خبر پہنچی اور حمید بن معیوف کی سرکردگی میں دجلہ سے ایک سرکوب مہم رواں ہوئی جس نے باغیوں کو گرفتار کر کے بارگاہ سلطنت میں پیش کر دیا، سرکشوں نے پھر سر تسلیم خم کیا، عہد اطاعت کی تجدید کی، اور شان عفو نے پھر قصور معاف کرنے کی اجازت دے دی۔

شریعت سے استفسار | ان مسلسل ہنگاموں سے تنگ آکر سلطنت نے علماء سے فتویٰ طلب کیا کہ اہل قبرس

جزیہ دیتے ہیں، اہل ذمہ ہیں، مگر فتنہ انگیز۔ شریعت ان کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

یہ استفتاء بہت مختصر تھا۔ آج کل کے علماء دین و مفتیان شرع متین ایک ہی مسئلہ کے متعلق اختلاف بیان کے ساتھ اگر دس استفتے پیش ہوں تو اصل واقعہ کی تحقیق سے کچھ سروکار نہ رکھیں گے اور اسی ایک مسئلہ کے جواب میں دس مختلف فتوے دیں گے، لیکن اس زمانے کے پیشوایان اسلام کی یہ روش نہ تھی وہ دنیائے اسلام کے حالات اور زمانہ کی رفتار سے بھی آگاہ ہوتے تھے، پہلے واقعہ کی تحقیق کر لیتے پھر فتویٰ دیتے۔

سلطنت کے استفتاء کے جواب جو ائمۂ اسلام نے دیے، اختلاف اجتہاد کی بنا پر مختلف تو وہ بھی تھے۔ مگر واقعات پر سب نے بحث کی اور سیاست سب کے پیش نظر تھی۔

سعدؓ بن لیث کا فتویٰ قبرس کے لوگ ایسے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے فریب اور نصرانی دشمنان خدا کے ساتھ اخلاص کا الزام ہماری نظر میں ہمیشہ ان پر عائد رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو، یہ نہیں فرمایا کہ جب تک خیانت کا یقین نہ آجائے ویسا برتاؤ نہ کرو لہٰذا میری رائے میں ان کے ساتھ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا عمل ہونا چاہیے۔ البتہ ایک برس کی مہلت دیدی جائے، اس دوران میں جس کا جی چاہے ذمی بن کے اسلامی ممالک میں آجائے اور خراج ادا کرتا رہے، جو چاہے نصرانیوں کے ملک میں چلا جائے، اور جو قبرس میں رہے وہ جماعت برسر جنگ سمجھی جائے، ختم مہلت کے بعد ان پر مسلسل حملے ہوتے رہیں، سال بھر کی مہلت دینے میں اتمام حجت بھی ہے اور وفائے عہد بھی۔

امام مالکؓ "والیان اسلام کی جانب سے اہل قبرس پرانے مستامن چلے آتے ہیں۔ سبب یہ تھا کہ والیان اسلام کی نظر میں ان لوگوں کا اس حالت میں باقی رکھنا باطل کی تذلیل اور حق کی تقویت ہے مسلمان ان سے جزیہ لیتے ہیں اور دشمنوں سے ان کو بچاتے ہیں، میں نے کوئی ایسا والی نہیں پایا کہ جس نے اس معاہدہ مصالحت کو جو ان کے ساتھ ہوا تھا، توڑ دیا ہو۔ اور ان کے وطن سے انھیں نکال باہر کیا ہو۔ میری رائے

میں تساہل کاری نہ کیجیے، عہد شکنی اچھی نہیں، پہلے اتمام حجت تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس مدت کے لیے ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہو اس کو پورا کرو اس مدت کے بعد بھی ان کی حالت درست نہ ہوئی، فریب وخیانت سے باز نہ آئے، اور خود آپ نے دیکھ لیا کہ ان کی غداری مسلم ہے، تو پھر ان کو سزا دینی چاہیے یہ کارروائی اتمام حجت کے بعد ہوی تو اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اور ان کو رسوا و ذلیل فرمائے گا"۔

سُفیان بن عُیَینَہ ہمیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گروہ سے عہد کیا ہو اور اس گروہ نے عہد توڑ دیا ہو۔ پھر بھی آنحضرت علیہ السلام نے ان کا قتل حلال نہ ٹھیرایا ہو۔ البتہ اہل مکہ اس سے مستثنیٰ ہیں کہ آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ نے ان پر احسان فرمایا۔ اہل مکہ کی عہد شکنی یہ تھی کہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے مگر مکہ والوں نے خزاعہ کے خلاف اپنے حلیفوں کو مدد دی اہل نجران کے معاہدہ میں سودخواری کی ممانعت تھی، جب وہ اس سے باز نہ آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ جلائے وطن کر دیے جائیں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ذمّی نے عہد شکنی کی تو اسلام کی حفاظت سے خارج

موسیٰ بن اَعیَن ایسے حالات پہلے بھی پیش آیا کرتے تھے جن میں والیان اسلام مہلت و انتظار سے کام لیا کرتے تھے سلف صالح میں سے کسی نے اہل قبرص وغیرہ کو عہد شکن قرار نہیں دیا، خواص تو رومیوں سے مل گئے لیکن شاید عوام ان کے شریک نہیں ان کی جانب سے جو ہوا وہ ہوا، بایں ہمہ میری رائے میں ان کے ساتھ وفائے عہد و تکمیل شرط کا سلوک ہونا چاہیے، ذمیوں کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے صلح کر کے مشرکوں کی راہ نمائی کی کہ مسلمانوں کے فلاں فلاں کمزور پہلو ہیں، ان کی نسبت اوزاعی (رضی اللہ عنہ) کو میں نے کہتے ہوے سنا تھا کہ یہ اگر ذمّی تھے تو خود ہی عہد شکنی کر کے اسلام کی حفاظت سے نکل گئے، اب والی کو اختیار ہے چاہے انہیں مار ڈالے چاہے انہیں پھانسی دے، لیکن اگر بحالت صلح اسلام کی حفاظت میں داخل نہیں ہوئے تھے تو صورت واقعہ میں والی کو ان کے ساتھ وہی کرنا چاہیے جو انہوں نے کیا تھا، خائنوں کے داؤپیچ کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

اسماعیل بن عیاش | قبرس کے لوگ ذلیل ہیں، مقہور ہیں، رومی ان پر غالب ہیں، جانیں بھی انہیں کے قبضے میں ہیں، عورتیں بھی انہیں کے زیر اثر ہیں، ہمارے لیے اس حالت میں یہی مناسب ہے کہ ان کی حفاظت کریں۔ حبیب بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے اہل تغلب کے عہدنامے میں لکھا تھا کہ اگر مسلمان کسی ایسے شغل میں مصروف ہوں کہ دشمن تم پر غالب آجائے اور اسلامی طاقت بچا نہ سکے تو اس حالت میں بھی معاہدہ برقرار رہے گا بشرطیکہ مسلمانوں کے ساتھ تمہاری وفاداری برقرار رہے۔ اہل قبرس کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اور جو ذمہ داری ہم نے اپنے سر لی تھی، میری رائے میں اس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ ولید بن عبدالملک نے جب ان کو شام میں جلائے وطن کیا تھا تو مسلمانوں نے اس کو بہت برا جانا اور فقہا پر سخت گراں گزرا تھا، یزید بن عبدالملک نے جلاء وطنی کو منسوخ کر کے جب انہیں وطن واپس بھیجا تو مسلمانوں نے اس فعل کو پسند کیا اور اس کو عدل وانصاف سمجھے۔

یحییٰ بن حمزہ | قبرس کا معاملہ عرَبسوس کے مماثل ہے، وہاں جو ہوا وہی یہاں بھی ہونا چاہیے۔ عرَبسوس کا واقعہ یہ ہے کہ عُمیر بن سعدؓ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جناب میں حاضر ہو کے گذارش کی کہ ہمارے اور نصرانیوں کے درمیان ایک شہر عرَبسوس ہے، یہ لوگ ہماری کمزوریوں سے تو دشمنوں کو آگاہ کر دیتے ہیں، مگر دشمنوں کے غلل کی ہمیں خبر تک نہیں دیتے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہاں جانا تو دو صورتیں اختیار کرنا، ایک تو یہ ہے کہ ایک بکری کے بدلے دو بکریاں، ایک گائے کے بدلے دو گائیں، ایک ایک چیز کے بدلے دو دو چیزیں دینا اگر راضی ہوئے تو تب کو جلائے وطن کر دینا۔ اور آبادی کو ویران کر دینا۔ دوسری شکل یہ ہے کہ راضی نہ ہوں تو ایک سال کی مہلت دینا اور مدت گزرنے کے بعد شہر کو مسمار کر دینا۔ عُمیر نے واپس جا کے اسی پر عمل کیا، اہل عربسوس جلائے وطنی پر راضی نہ ہوئے تو سال بھر کی مہلت دی اور انقضائے میعاد کے بعد عربسوس کو ویران کر دیا۔ عربسوس کے ساتھ بھی وہی معاہدہ تھا جو قبرس کے ساتھ ہے بایں ہمہ اہل قبرس کو اگر اسی قدیم مصالحت پر باقی رکھا جائے اور مسلمانوں کے جو کام وہ انجام دیتے ہیں اس میں حسب معمول ان سے مدد لیتے رہیں تو یہ بہتر ہے۔ اصولی مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے معاہدہ ہو جنگ کے موقع پر اگر وہ مسلمانوں کے پیچھے سے دشمنان اسلام

نہ لڑیں گھر میں بیٹھے رہیں۔ اور وہیں ان پر احکام جاری ہوں، تو وہ اہل ذمہ نہیں ہیں، اہل فدیہ ہیں۔ جب تک ش سے باز رہیں ہمیں بھی باز رہنا چاہیئے وفادار رہیں تو ہم پر وفائے عہد لازم ہے، زرِ محصول دیتے رہیں تو قبول کرنا چاہیئے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دشمنوں کے ساتھ ایسی مصالحت کو مکروہ سمجھتے تھے جس میں کوئی مقدار مقرر ہو البتہ اگر مسلمان صلح پر مجبور ہوں تو یہ دوسری صورت ہے، کون جانتا ہے کہ ایسے حالات پیش آئیں کہ یہی صلح شاید مسلمانوں کے حق میں نفع وعزت کا سبب بن جائے۔

ابو اسحاقؒ و مخلدؒ ابو اسحاق۔ الفزاری اور مخلد بن الحسین دونوں بزرگوں کا فتویٰ ایک تھا، عربوں سے دونوں حضرات نے استشہاد کیا تھا، حذف تکرار کے بعد جو عبارت تھی اس کا مفہوم یہ ہے:۔

اوزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فتح قبرس کے بعد اہل قبرس اپنی حالت سابقہ پر چھوڑ دیئے گئے، چودہ ہزار دینار سالانہ پر صلح ہوئی تھی کہ سات ہزار مسلمانوں کو دیں اور سات ہزار رومیوں کو، یہ بھی شرط تھی کہ مسلمانوں کے حالات رومیوں سے مخفی رکھیں، اوزاعی یہ بھی کہتے تھے کہ اہل قبرس نے ہمارے ساتھ کبھی وفا نہیں کی، ہماری رائے میں وہ زیر معاہدہ ہیں ان کے صلح نامہ میں کچھ شرطیں ان کے حق میں ہیں کہ ہم ان کے ذمہ دار ہیں، اور کچھ شرطیں ہمارے حق میں ہیں جن کی بجا آوری ان پر لازم ہے۔ اس معاہدہ کا توڑنا اس وقت تک ٹھیک نہیں جب تک ان کی غداری و بدعہدی کھل کے نمایاں نہ ہو۔

اصلی نصوص یہ تو ان فتووں کے خلاصے تھے، اصل فتوے جو متون میں ثبت ہیں ان کی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

اللیث بن سعد - ان اهل قبرس قوم لم نزل نتهمهم بغش اهل الاسلام ومناصحة اعداء الله الروم، و قد قال الله تعالیٰ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَومٍ خِیَانَۃً فَانبِذ اِلَیھِم عَلٰی سَوَآءٍ وَلَم یَقُل لاتنبذ اِلَیھِم حتّٰی نستیقن وانی اری أن تنبذ الیهم وینظروا سنة یأتمرون، فمن احب منهم اللحاق ببلاد المسلمین علی ان یکون ذمة یؤدی الخراج قبلت ذلک منه ومن اراد ان ینتحی الی بلاد الروم فعل و

اراد المقام بقبرس على الحرب اقام فكانوا عدوًّا يقاتلون ويغزون فان فى انظار سنة قطعا لحجتهم ووفاءً بعهدهم.

مالك بن انس — ان امان اهل قبرس كان قديما متظاهرا من الولاة لهم وذلك لانهم أوان اقرارهم على حالهم ذلٌّ وصغارٌ لهم وقوةٌ للمسلمين عليهم بما ياخذون من جزيتهم ويصيبون به من الفرصة فغدروا هم ولم اجد احدا من الولاة نقض صلحهم ولا اخرجهم عن بلادهم وانا ارى ان لا تعجل بنقض عهدهم ومنابذتهم حتى تتم الحجة عليهم فان الله يقول فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ فان هم لم يستقيموا بعد ذالك ويدعوا غشهم ورايت ان الغدر ثابتٌ منهم اوقعت بهم فكان ذالك بعد الاعذار فرزقت النصر وكان بهم الذل والخزى ان شآء الله تعالى۔

سفيان بن عُيَيْنَة — انا لا نعلم النبى صلى الله عليه وسلم عاهد قوما نقضوا العهد الا استحلّ قتلهم غير اهل مكة فانه منّ عليهم وكان نقضهم انهم نصروا احلفاءهم على حلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم من خزاعة وكان فيما اخذ على اهل نجران ان لا ياكلوا الربا فحكم فيهم عمر رحمة الله حين اكلوه باجلائهم فاجماع القوم انه من نقض عهدًا فلا ذمة له۔

موسىٰ بن اعين — قد كان يكون مثل هذا فيما خلا فيعمل الولاة فيه النظرة ولم ار احدا ممن مضى نقض اهل قبرس ولا غيرها ولعل عامتهم وجماعتهم لم يمالئوا على ما كان من خاصتهم وانا ارى الوفاء لهم والتمام على شرطهم وان كان منهم الذى كان وقد سمعت الاوزاعى

يقول فی قوم صالحوا المسلمين ثمّ اخبروا المشركين بعورتهم و دلوهم عليها انهم ان كانوا ذمةً فقد نقضوا عهدهم وخرجوا من ذمتهم فان شاء الوالی قتل وصلب، وان كانوا صلحًا لم يدخلوا فی ذمة المسلمين نبذ اليهم الوالی علیٰ سوآءٍ ان الله لَايحبُّ كيدَ الخَائِنِيْنَ۔

اسمٰعيل بن عياش ـ اهل قبرس اذلاء مقهورون يغلبهم الروم علیٰ انفسهم ونساءهم فقد يحق علينا ان نمنعهم و نحميهم، وقد كتب حبيب بن مسلمة لاهل تفليس فی عهده انه ان عرض للمسلمين شغل عنكم وقهركم عدوكم فان ذالك غير ناقضٍ عهدكم بعد ان تفوا للمسلمين وانا اریٰ ان يقروا علیٰ عهدهم وذمتهم فان الوليد بن عبد الملك قد كان اجلاهم الی الشام فاستفظع ذالك المسلمون واستعظمه الفقهاءُ فلمّا ولی يزيد بن عبد الملك ردهم الی قبرس فاستحسن المسلمون ذالك من فعله ورأوه عدلاً

يحيٰی بن حمزة ـ ان امر قبرس كامر عربسوس فان فيها قدوةً حسنةً و سنّةً متبعةً وكان من امرها انّ عمير بن سعد قال لعمر بن الخطاب وقدم عليه انّ بيننا وبين الروم مدينة يقال لها عربسوس وانهم يخبرون عدوّنا بعوراتنا ولايظهرونا علیٰ عورات عدوّنا فقال عمر فاذا قدمتَ فخيّرهم ان تعطيهم مكان كل شاة شاتين ومكان بقرةٍ بقرتين ومكان كل شئ شيئين، فاذا رضوا فاعطهم اياه واجلهم واخربها، فان ابوا فانبذ اليهم واجّلهم سنةً ثم اخربها، فانتهیٰ عمير الی ذالك، فابوا فاجلهم سنةً ثم اخربها وكان لهم عهد كعهد اهل قبرس، وترك اهل قبرس علیٰ صلحهم

وَالاستعانة بما یؤدّون علی امور المسلمین افضل وکلّ اهل عهد لا یقاتل المسلمون من ورائهم ویجری علیهم احکامهم فی دارهم فلیسوا بذمّةٍ ولکنهم اهل فدیةٍ یُکفّ عنهم ما کفّوا ویوفی لهم بعهدهم ما وفوا ورضوا ویقبل عفوهم ما ادّوا' وقد روی عن معاذ بن جبل انه کره ان یصالح احدٌ من العدو علی شیءٍ معلومٍ الا ان یکون المسلمون مضطرین الی صُلحِهم لانه لا یدری لعل صلحهم نفعٌ وعز للمسلمین۔

ابو اسحاق الفزاری ومخلد بن الحسین ـــ انا لم نر شیئاً اشبه بامر قبرس من امر عربسوس' وما حکم به فیها عمر بن الخطاب' فانه عرض علیهم ضعف ما لهم علی ان یخرجوا منها او نظرة سنةٍ بعد نبذ عهدهم الیهم فابوا الاولیٰ فانظروا ثم اخربت وقد کان الاوزاعی یحدث ان قبرس فتحت فترکوا علی حالهم وصولحوا علی اربعة عشر الف دینار سبعة الف للمسلمین وسبعة الف للروم' علی ان لا یکتموا الروم امر المسلمین' وکان یقول ما وفی لنا اهل قبرس قطعا ننا لنریٰ انهم اهل عهد وانّ صلحهم وقع علی شیءٍ فیه شرط لهم وشرط علیهم ولا یستقیم نقضه الا بامر معروف فیه غدرهم ونکثهم۔

سینیر ۴۶ جونیر نمبر ۱۱ **فضل فونٹن پن** نیا اسٹاک آچکا ہے

خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان انجینئری وکاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن